رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

"ہفتہ وار"
مملکت
ایڈیٹر: میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۹) | ۱۸ امر بہمن ۱۳۵۹ف | ۲۷ صفر ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ | ۱۸ دسمبر ۱۹۴۹ء | نمبر (۳۶)

مرکز اور صوبوں میں تعاون کی ضرورت

پنڈت نہرو کا انتباہ

تھامسن انجینئرنگ یونیورسٹی روڑکی کے جلسہ تقسیم اسناد میں اپنا خطبہ سناتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے اس امر پر تبصرہ کیا کہ صوبوں کے مابین اور خود مرکزی حکومت کے مختلف محکموں میں اتحاد عمل کا فقدان ہے۔ آپ نے جو الفاظ استعمال فرمائے ہے تھے:۔

ہمارے بعض صوبے اس طرح عمل کر رہے ہیں کہ گویا وہ خود مختار ممالک ہیں۔ وہ اس بات پر غور نہیں کر رہے ہیں کہ ہندوستان کو بحیثیت مجموعی ایک متحدہ وحدت کے طور پر ترقی دینا ہے نہ صرف ہندوستان کے مختلف حصوں میں صوبوں اور مرکز کے مابین اتحاد عمل نہیں ہے بلکہ خود مرکزی حکومت کے مختلف محکموں کے مابین کوئی اتحاد نہیں پایا جاتا۔

پنڈت نہرو نے اس امر کی بھی شکایت کی ہے کہ اتحاد خیال پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی حالانکہ تقریباً ہر ہفتہ دہلی میں کوئی نہ کوئی کانفرنس ہوتی رہتی ہے۔

ایک رسمی جلسہ میں وزیر اعظم ہند نے جو بیان دیا ہے وہ اس کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں ان کے تاثرات بہت شدید ہیں۔ اس کا سب کو علم ہے کہ صوبوں اور مرکز میں اتحاد عمل کا فقدان ہے مگر یہ برائی یہاں ختم نہیں ہو جاتی اس سے مرکزی حکومت کے مختلف محکمے بھی متاثر ہیں۔ وزیر اعظم کے بیان سے قطع نظر اتحاد عمل کے اس فقدان کو ثابت کرنے کے لئے کافی شہادت موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس خرابی کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ اتحاد عمل کے اس فقدان سے قومی توانائی جو ضائع ہو رہی ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ کیا حکومت ہند اس کی ذمہ دار نہیں ہے؟ وزیر اعظم نے صحیح طور پر اس کا اصلی سبب یہ بتایا ہے کہ اتحاد فکر و اتحاد عمل کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اتحاد فکر نہ ہونے کی وجہ سے مختلف منصوبے ایسے بنائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصادم ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے ڈھنگ پر سوچتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ فکر و عمل پراگندہ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اتحاد فکر مفقود ہے اس لئے کوئی پالیسی اٹل نہیں ہوتی۔ فکر و عمل دو مختلف راستے اختیار کر جاتے ہیں۔ مرکز میں چونکہ یہ خرابی موجود ہے اس لئے حکومت ہند کے سارے محکمے متاثر ہیں اور کوئی ایسی سوچی ہوئی پالیسی متعین نہیں کی جا سکتی جس سے ریاستی حکومتیں رہنمائی حاصل کر سکیں اور اپنے افعال کو اس کے تابع رکھ سکیں۔ بغیر ایک متعین اور مستحکم پالیسی کے مرکزی حکومت کے ارباب متعدد صوبوں میں اتحاد عمل پیدا نہیں کر سکتے اور صوبے بھی اس خرابی میں اس لئے مبتلا ہیں کہ وہاں بھی اتحاد فکر و عمل کا فقدان ہے اور ان کی پالیسی بھی متعین اور مستحکم نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ انتشار کی صورت میں مترتب ہو سکتا ہے۔ اگر اتحاد عمل پیدا کرنے کی فوراً کوشش نہیں کی گئی تو اندیشہ ہے کہ یہ انتشار اور بڑھ جائے گا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وزیر اعظم نے اس تقریر میں جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے محاسبہ نفس کی کوشش کی ہے۔ اور محاسبہ نفس کے نتیجہ کے طور پر جب اصل خرابی کو دریافت کر لیا ہے تو وہ صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے کوئی قدم اٹھائیں گے۔

اتحاد فکر کے فقدان کی ایک مثال اس واقعہ سے مل سکتی ہے کہ ۱۹۵۱ء تک ہندوستان کو غذائی ضروریات کی حد تک خود مکتفی بنانے پر زور دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف بھاری صنعتوں کو فوراً وجود میں لانے پر اصرار کیا جا رہا ہے۔ ان دونوں امور پر وزیر اعظم نے گزشتہ ہفتہ پر جوش بیانات دئے ہیں۔ غذائی اعتبار سے ہندوستان کو خود مکتفی بنانے کے سلسلہ میں پنڈت نہرو نے صوبوں اور ریاستوں کے وزرائے غذا کی کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

خواہ کچھ ہو طوفان آئے یا زلزلہ ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ ۱۹۵۱ء کے بعد اجناس غذا درآمد نہیں کریں گے۔

روڑکی میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ کھانا کم کھائیں اور [illegible] صنعتی [illegible]

(باقی صفحہ [illegible])

۸۶/۹۲

مملکت

۱۸ بہمن ۱۳۵۹ف

شذرات

پولیس کارروائی کے اخراجات

سردار پٹیل کے اس اعلان کے بعد کہ پولیس کارروائی کے اخراجات حیدرآباد سے وصول کئے جائیں گے اکثر مقامی اخبارات نے یہ رائے دی ہے کہ ان اخراجات کا بار نہ تو حکومت کے خزانہ پر پڑے اور نہ اکثریتی فرقہ پر بلکہ یہ سارے اخراجات یا تو اعلیٰحضرت سے وصول کئے جائیں یا مسلمانان حیدرآباد سے جن کے خلاف پولیس کارروائی کرنی پڑی تھی۔

ہم اس بحث میں الجھنا اس لئے پسند نہیں کرتے کہ ہم نے ۱۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کی حد سے نہ صرف اپنی حد تک یہ بات طے کی ہے بلکہ عام مسلمانوں کو بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ حکومت وقت کی اطاعت کریں۔ اگر سردار پٹیل حیدرآبادی صحافت کی رائے کے مطابق پولیس کارروائی کے اخراجات مسلمانان دکن سے بطور تعزیری ٹیکس وصول کرنے کا تصفیہ فرمائیں تو ہم مسلمانوں کو یہی مشورہ دیں گے جس شخص میں تعزیری ٹیکس ادا کرنے کی سکت ہو وہ ادا کردے اور جس میں ادائی کی قوت نہ ہو وہ عدم ادائی کی سزا بھگتنے تیار ہو جائے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ سردار پٹیل پولیس کارروائی کے اخراجات صرف مسلمانوں سے وصول کرنا پسند نہ کریں گے کیونکہ سردار پٹیل واقف ہیں کہ پولیس کارروائی سے قبل، پولیس کارروائی کے دوران میں نیز پولیس کارروائی کے بعد حکومت ہند کو اعلیٰحضرت حضور نظام نیز مسلمانوں کے بعض ذی اثر افراد اور جماعتوں سے قیمتی مدد ملی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مقامی اخبارات یا مقامی رائے عامہ ان واقعات سے ناواقف ہو اور اس ناواقفیت کی بنا پر وہ اس تجویز پر زور دے رہی ہو کہ مسلمانوں سے یہ رقم وصول کی جائے لیکن سردار پٹیل اس ساری کارروائی کے ہر جز و کل سے شخصی اور تفصیلی طور پر واقف ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کا فیصلہ حیدرآبادی صحیفہ نگاروں کی رائے سے مختلف ہو لیکن اگر ہمارا یہ گمان غلط ثابت ہو اور سردار پٹیل کا فیصلہ وہی ہو جو پیام، رہنمائے دکن، دکن کرانیکل، میزان وغیرہ کا ہے یعنی یہ کہ یہ ساری رقم مسلمانان دکن کی ذات و جائداد سے وصول کی جائے تو ایسی صورت میں مسلمانوں کو ہمارا وہی مشورہ ہوگا جو سطور بالا میں دیا گیا ہے یعنی یہ کہ جو دے سکتا ہو وہ دیدے اور جو نہ دے سکتا ہو وہ عدم ادائی کی سزا بھگتنے تیار ہو جائے۔ اس ضمن میں ہم سردار پٹیل کی خدمت میں عرض کریں گے کہ مسلمانوں کی ذات و جائداد سے کوئی معتدبہ رقم وصول نہ ہو سکے گی کیونکہ ان کی اکثریت پہلے ہی سے مفلس تھی اب تو ان کا متمول طبقہ بھی مفلس ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے اس جماعت پر تعزیری ٹیکس عائد کرنے کے یہ معنے ہوں گے کہ ان کی اکثریت کو جیل میں بٹھا کر کھلایا جائے لہٰذا انہی لوگوں سے یہ رقم وصول کی جائے جو ادائی کی استطاعت رکھتے ہیں۔

آج ہم اس بحث کو چھیڑنے کے موقف میں نہیں ہیں کہ پولیس کارروائی کیوں ہوئی اور کونسے واقعات اس کا باعث ہوئے۔ اور نہ ہم یہ بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان اخراجات کا بار کس پر پڑنا چاہئیے کیونکہ اطاعت ہمارا شیوہ ہے اور بحث ہمارے مسلک سے باہر ہے البتہ ناواقف حضرات کے علم و اطلاع کے لئے صرف یہ بتلا دینا کافی سمجھتے ہیں کہ پولیس کارروائی پاکستان کے قیام کا رد عمل تھی۔ اس اجمال کی تفصیل ضروری نہیں۔ مسلمانوں کو ہم نے جو مشورہ دیا ہے اس کا اعادہ کافی ہے۔

مزید پولیس کارروائی کی ضرورت

جب پولیس کارروائی کا ذکر خیر آ ہی گیا تو دماغ میں یہ سوال گھومنے لگا کہ پولیس کارروائی کس کے خلاف کی گئی اور کس کے خلاف کی جانی چاہئے تھی اور اس کارروائی کا نتیجہ کیا ہوا۔؟

آخری سوال کا جواب پہلے دیتے ہوئے ہم یہ عرض کریں گے کہ جہاں اس کارروائی کے نتیجے کے طور پر مسلمانوں کا ہوس اقتدار، ان کے بعض اونچے طبقوں کی رعونت اور ان کی اکثریت کی معاشی حیثیت کچل دی گئی نیز ان کی بیواؤں اور یتیموں کی تعداد بڑھ گئی، اور مردم شماری گھٹ گئی وہاں مسلمانوں کی حقیقی اصلاح کا کوئی سامان بہم پیدا نہیں ہوا۔ مسلمانوں میں اب بھی بد دیانت، بدکردار یا بے کردار اشخاص کی بہتات ہے۔ لہو و لعب، فضول خرچی، توہمات اور فرسودہ رسوم نے آج تک مسلمانوں کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ سینما جانے والوں، سیندھی شراب پینے والوں، جوا کھیلنے والوں اور دوسروں کی کمائی پر زندگی بسر کرنے والوں میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ آمدنی گھٹ چکی ہے آمدنی کے ذرائع مسدود ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی قرض لے کر فضول خرچی کرنا مسلمانوں کی ہمت ہے۔ مختلف پیشوں کو قبول کرنے میں تامل، محنت سے روٹی کمانے اور فن سیکھنے سے انکار یہ ساری خصوصیات مسلمانوں میں ہیں۔ بعض دفعہ خیال ہوتا ہے کہ کیا سردار پٹیل مسلمانوں کی ان مذموم خصوصیات کے خلاف ایک جدید پولیس کارروائی کرنا پسند فرمائیں گے۔؟

اسٹیٹ کانگریس قابل مبارکباد ہے

ہم اپنے دوست شری ڈگمبر راؤ بندو کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے بلا مقابلہ اور بالاتفاق صدر منتخب ہوئے۔ ہم سوامی رامانند تیرتھ اور شری رام کشن راؤ کو بھی مبارکباد دیتے ہیں کہ ان ہر دو حضرات کی مصالحانہ اسپرٹ کی وجہ سے حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے دیرینہ اختلافات ختم ہو گئے۔

ہم جانتے ہیں کہ شری ڈگمبر راؤ بندو کے کندھوں پر عظیم ذمہ داریوں کا بوجھ پڑ گیا ہے اور انھیں بہت سے اہم مسائل سے نپٹنا ہے لیکن اگر موصوف حل طلب مسائل کی فہرست میں مسلمان بیواؤں اور یتیموں کے مستقبل کو بھی کوئی جگہ دیں تو ہزارہا بے گناہوں کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی۔

اردو زندہ رہے گی

جب سے ہندی کو سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے ملک کے ترقی پسند ادیبوں نے زبان کے مسئلہ پر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ ان ادیبوں نے جن میں ہندو اور

مسلمان دونوں شامل ہیں اس بات پر زور دیا ہے کہ ہندوستان کی سب زبانوں کو ترقی کا موقع ملنا چاہیے۔ اردو کے ادیبوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ ہندی کے مخالف نہیں ہیں لیکن یہ چاہتے ہیں کہ اردو کو ترقی کا مساوی موقع دیا جائے۔ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے معاصر "پیام" نے لکھا ہے کہ ہندی اور اردو دونوں کو ترقی کا موقع ملنا چاہیے، چنانچہ معاصر موصوف لکھتا ہے کہ:-

"بنیادی طور پر ہم ہندوستان کی تمام زبانوں کے حق کو مانتے ہوئے اس چیز کی کھلی تائید کرتے ہیں کہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں نہ صرف یہ کہ بہت سی قومیں بستی ہیں بلکہ بہت سی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں اور ہندوستان کی ان تمام زبانوں کو زندہ رہنے، آگے بڑھنے اور نشوونما پانے کے آزاد و مساوی مواقع حاصل ہونے چاہئیں" یو۔پی کے ترقی پسند مصنفین کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر رام بلاس شرما نے کہا کہ:-

سب سے پہلے یہ سوال اٹھتا ہے کہ ہندوستان میں ایک زبان ہے یا ایک سے زیادہ۔ اس کے دو جواب نہیں ہو سکتے۔ ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ یہاں ایک سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لیکن یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہاں ایک ہی قوم ہے یا ایک سے زیادہ۔ اس سلسلہ میں ملک میں طوفان اٹھ چکا ہے اس لئے لوگ اس سوال پر غور کرنے سے گھبراتے ہیں۔ یہ کہنا پڑے گا کہ ہندوستان میں بہت سی قومیں ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اس لئے زبان کا مسئلہ اس شکل میں آتا ہے کہ یہاں کی قوموں کو اپنی زبان کے بارے میں کیا اختیار ہے۔ ان سب کے بارے میں ہم جمہوری اصول کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ان سب کو اپنی زبان بڑھانے کا اختیار ہونا چاہیے" سطور بالا میں زبان کے متعلق جو بنیادی اصول پیش کیا گیا ہے ہم اس سے متفق ہیں۔ اس موضوع پر ہم آئندہ تفصیلی بحث کریں گے۔

رضاکار ملزمین

حکومت کا یہ اعلان ہے کہ اس ماہ کی پندرہویں تاریخ سے سوائے اس خصوصی عدالت کے جس کے اجلاس پر شعیب اللہ خاں صاحب مرحوم کے قتل اور بی بی نگر کے ڈکیتی وغیرہ کے مقدمات زیر تحقیقات ہیں باقی تمام خصوصی عدالتیں برخواست ہو جائیں گی۔ پندرہویں تاریخ کے اندر جو مقدمات فیصل پائیں گے ان کی تو کوئی بحث نہیں ہے لیکن جو مقدمات پندرہویں تاریخ کے اندر فیصل نہ پائیں گے وہ معمولی عدالتوں میں منتقل ہو جائیں گے اس کے بعد ملزمین کو یہ حق رہے گا کہ وہ اپنے مقدمات کی از سر نو سماعت کرنے کی درخواست کریں اور معمولاً کوئی ملزم اپنے اس حق سے دست بردار نہیں ہوگا اور غالباً بہت سے ایسے مقدمات ہیں جن میں ملزمین کی جانب سے پیروی کرنے والے وکلاء کی فیس سرکار ادا کرتی ہے۔ اس طرح اس فیس کا سلسلہ بھی رہے گا۔ تمام امور اور حالات کا لحاظ کرتے اور اس واقعہ کا بھی لحاظ کرتے ہوئے کہ ان تمام مقدمات میں زیادہ تر ایسے لوگ ماخوذ ہیں جن کے خلاف رضاکار گروہ سے متعلق الزامات عاید ہیں۔ سوائے بعض استثنائی صورتوں کے عام طور پر تمام مقدمات کو اٹھا لینا اور ملزمین کو رہا کرنا زیادہ مناسب ہے ہمارا خیال ہے کہ اس وقت ان رضاکار قیدیوں کو بھی رہا کر سکتا کوئی برا اثر نہیں پڑے گا جن کے خلاف ابھی تک کوئی مقدمات دائر نہیں کئے گئے ہیں۔ حیدرآباد کی فرقہ وارانہ صورت حال جس طرح بہتر ہوتی جا رہی ہے اس کے پیش نظر ایسی عام رہائی کا بہت اچھا ہوگا۔

(ریاست)

ہندی تاروں کا حشر

یو۔پی کانگریس کے صدر اور حکومت یو۔پی کی وزارت تعلیم نے جس ہندی کا جو مورچہ قائم کیا تھا وہ ناکام ہو گیا۔ یو۔پی، بہار اور سی۔پی میں ہندی کی زبان اور دیوناگری رسم الخط میں تار دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ اعداد و شمار سے پتہ چلا ہے کہ دیوناگری رسم الخط میں تار دینے کی تحریک ناکام ہو رہی ہے۔ یاد ہوگا کہ چھ ماہ پہلے ہندی اور دیوناگری رسم الخط کے حامیوں نے زبردست مطالبات کئے تھے کہ اس خط اور زبان کو رائج کیا جائے۔ مثلاً کل ہند ساہتیہ سمیلن نے حکومت کو متنبہ کر دیا تھا کہ ان کا مطالبہ مان لیا جائے، چنانچہ حکومت نے یو۔پی کے بنارس اور الہ آباد، آگرہ، کانپور اور لکھنؤ کے مقامات میں اور بہار میں پٹنہ اور گیا میں اور سی۔پی میں جبل پور اور ناگپور کے مقامات پر ہندی کے تاروں کے بھیجنے کا انتظام کیا اور وعدہ کیا گیا کہ اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو دوسرے مقامات پر بھی ہندی تاروں کو جاری کرایا جائے گا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ تار کے ان الفاظ کا مجموعہ ان الفاظ کا ایک فیصدی بھی نہ ہوا جو بذریعہ تار کے روانہ کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہندی اخباروں نے بھی ہندی زبان میں دیوناگری رسم الخط کی رپورٹوں سے دلچسپی نہیں لی۔ ہندی کے پریس ٹیلیگرام بالکل نہیں رہے اور تعداد بالکل صفر رہی۔ لکھنؤ اور کانپور کے درمیان ہندی تاروں کے ساتھ خاص رعایت رکھی گئی تھی یعنی ان تاروں کو دوسرے تاروں سے پہلے بھیجنے کا اعلان ہوا مگر پھر بھی کاروباری لوگوں نے انگریزی کو ترجیح دی۔ مضحکہ خیز امر یہ ہے کہ ہندی ساہتیہ سمیلن والوں نے بھی ضرورت پر انگریزی کو استعمال کیا۔ یو۔پی میں حکومت نے ہندی میں تار بھیجنے کے لئے خاص طور سے ان لوگوں کو تربیت دینے کا بندوبست کیا۔ بعض تار کے ملازموں نے خصوصیت سے اس تربیت کے لئے اپنے کو پیش کیا مگر اب پتہ چلا ہے کہ وہ بھی مایوس ہو رہے ہیں۔

انجمن طبی امداد برائے خواتین و اطفال

انجمن ہذا کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ بتاریخ ۳ دسمبر منعقد ہوا جس میں سنہ ۱۹۴۹ء کا موازنہ منظور کیا گیا۔ مجلس عاملہ نے متعدد قراردادیں منظور کیں جن میں قابل ذکر حسب ذیل ہیں۔

(۱) موجودہ مراکز بہبودی اطفال کے علاوہ دیہی رقبوں کے لئے مزید تین مراکز قائم کئے جائیں۔

(۲) طے پایا کہ زیر تعلیم دایوں کے الاونس میں اضافہ کر کے (۳۰) سے (۳۵) روپے ماہوار کر دیا جائے۔

(۳) جملہ اسکول میں جو جدید نرسیں زیر تعلیم پا رہی ہیں ان کی تنخواہ کا تعین کیا جائے۔

(۴) شہزادی نیلوفر ٹرینی ہاسٹل کے لئے عمارت حاصل کرنے کے مسئلہ پر غور کیا گیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو حصول اراضی اور سامان وغیرہ کی تفصیلات پر غور کر کے رپورٹ پیش کرے گی۔

(۵) طے پایا کہ اس انجمن کی سرگرمیاں بلحاظ مذہب و ملت پبلک کی بہبود کے لئے ہیں اس لئے محترمہ مسز سروجنی نائیڈو کی اس تجویز کو قبول کیا جاتا ہے کہ شہزادی نیلوفر ٹرینی ہاسٹل میں ایک وارڈ مسز سروجنی نائیڈو کے نام سے موسوم کیا جائے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تبصرہ :-

زبان کے معاملہ میں ہند سرکار کی
پالیسی ایک مضبوط اور آمرانہ
سیاسی مرکزی پالیسی کا شاخسانہ
ہے۔ اور جب تک جغرافی اور
تہذیبی اساس پر ہندوستان
کی تمام قوموں کو حق خود ارادیت
حاصل نہیں ہوتا زبان کا مسئلہ
بھی صحیح اور جمہوری حیثیت
سے حل نہ ہو سکے گا۔ (پیام)

بعض قارئین نے اس بات کی جانب توجہ دلائی
ہے کہ :-

اخبار "شعیب" نے اپنی ۱۸ بہمن کی
اشاعت میں حیدرآباد کے ان
جرائد پر جن کے مدیر سوئے
اتفاق سے مسلمان ہیں یہ الزام
لگایا ہے کہ وہ سب کے سب
رضاکارانہ ذہنیت میں مبتلا
ہیں ––

معاصر "شعیب" کو چاہیئے کہ ان
سارے اخبارات کے خلاف پولیس کارروائی کر کے
ان کو ختم کر دے تاکہ جو اشتہارات محکمہ اطلاعات کی
جانب سے ان اخبارات کو ملتے ہیں وہ سب کے سب
"شعیب" کے صفحات کو مزین کریں۔

بیت المقدس مجلس اقوام متحدہ کی نگرانی میں۔
(اخباری سرخی)

ترکمان جفا پیشہ کے قبضہ سے نکل کر
بیچارہ ہے تہذیب کے پھندے میں گرفتار

قاضی عبد الغفار صاحب نے "پیام" کے نمائندے
سے ایک ملاقات میں فرمایا کہ :-
زبان اور کلچر کے مسائل کو سیاسی پارٹیوں کی نظر سے دیکھنا

افسوسناک تنگ نظری ہے ملک کے مختلف حصوں میں
اردو اور ہندوستانی زبان کا ایک خاص مقام ہے۔

مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقام دل کہاں ہے

معاصر "شعیب" نے اعتذار کے طور پر تحریر کیا ہے کہ :-

ہمارا قصور محض اتنا ہے کہ ہم
وطن سے محبت کی تعلیم دیتے
ہیں اپنے ملک سے دلچسپی لینے
کو کہتے ہیں، مسلمانوں سے
کانگریس کی حمایت کرنے کی
استدعا کرتے ہیں۔

ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل
کرنے کے لئے معاصر موصوف اقلیتی فرقہ کو گھوڑے
بھینس بیل قرار دیتا ہے۔

سکندرآباد کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ نے ایک
قرارداد میں طے کیا ہے کہ :-

سکندرآباد کی آبادی کی بہت
بڑی اکثریت غیر مسلم ہے لیکن
مجلس دستور ساز کے لئے اس
رقبہ کی نشست ایک مسلمان
کے لئے مختص کی گئی ہے مجلس
عاملہ مطالبہ کرتی ہے کہ نشست
کسی خاص اقلیت کے لئے
محفوظ نہ کی جائے۔

تو گویا ایک غیر مذہبی مملکت
میں کوئی ہندو مسلمانوں کی اور کوئی مسلمان ہندوؤں
کی نمائندگی نہیں کر سکتا۔ مولانا انیس الرحمٰن "شعیب"
اب تک خاموش ہیں۔

رکشا میں دو سواریاں بٹھانا خلاف قانون ہے۔
(اخباری سرخی)

اگر رکشا پر پردہ مجبور دیا جائے
تو یا دو سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔

حیدرآباد میں سردار پٹیل نے اس سوال کا جواب
دیتے ہوئے کہ کیا مجلس اتحاد المسلمین کو خلاف قانون قرار دیا
گیا ہے فرمایا کہ اب یہ تنظیم باقی نہیں رہی۔ اس سوال کے جواب
میں کہ آیا اس تنظیم کے بعض افراد تباہ کن سرگرمیوں میں مصروف
ہیں سردار پٹیل نے کہا کہ کچھ روز تک بعض لوگ مصروف رہے
ہوں گے لیکن اب وہ غائب ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جن لوگوں
کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

سردار پٹیل تو حیدرآباد کے مسلمانوں سے مطمئن
ہیں لیکن مولانا انیس الرحمٰن مدیر "شعیب" مطمئن نہیں
جب تک مسلم جرائد کو ختم نہ کر دیں مولانا کو کیسے اطمینان
ہو سکتا ہے۔ مولانا کے ہاتھ میں صرف ادارت ہے اگر
وزارت ہوتی تو معلوم نہیں کیا کرتے۔

---

۲۶ جنوری سے پہلے کلکتہ کی تمام عمارتوں
سے تاج کا نشان نکال دیا جائے گا۔ (اخباری سرخی)

کیونکہ اب جمہوریہ ہند کا تاج
سے دستوری اور علامتی تعلق باقی رہ گیا ہے۔

ایک اخباری اطلاع ہے کہ :-

مجلس اقوام متحدہ نے عصمت
فروشی کو جرم قرار دیا ہے لیکن
فرانس اور برطانیہ اس تجویز
کے خلاف رہے۔

فرانس اور برطانیہ نے شاید
اس وجہ سے مخالفت کی ہے کہ مجلس اقوام متحدہ مجرمین
کو سزا دینے کی قوت نہیں رکھتی۔

نظام کالج میں تقریر کرتے ہوئے پروفیسر رنگنا نے کہا :-

جب میں نے تاج آگرہ دیکھا تو
اس کی خوبصورتی اور طرز تعمیر
سے بہت متاثر ہوا لیکن یہ سن کر
افسوس ہوا کہ اس کی تعمیر پر روپیہ
پانی کی طرح بہایا گیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ یہ روپیہ
مزدوروں اور صناعوں کو دیا گیا۔

مشرق وسطیٰ اور امریکہ

سامراجی ریشہ دوانیاں

ایک رسالہ "... ورلڈ" لکھتا ہے کہ عرب ممالک یورپ میں امریکی خارجہ پالیسی کے اگلے دستے میں امریکی تیل کمپنیوں کے ملک ہیں جو عربی تیل کے چشموں میں مصروفِ عمل ہیں۔

۱۹۵۰ء میں مشرق قریب و وسطیٰ کے ممالک میں مجموعی طور پر چھ کروڑ ٹن تیل نکالا گیا جو تمام سرمایہ دار دنیا کی مجموعی پیداوار کا تقریباً ساتواں حصہ ہے۔ اسی کے ساتھ ہی ساتھ تیل کے چشموں میں کام کرنے والوں کا استحصال شدید ہوتا جا رہا ہے اور مشرق قریب و وسطیٰ کے عوام روز بروز زیادہ مفلس ہوتے جاتے ہیں۔

عراق کے کرنسی بورڈ کے بیان کے بموجب ۱۹۴۳ء میں بغداد کے اخراجاتِ زندگی میں ۳۰۰ فی صدی کا اضافہ ہوا اور روٹی کی قیمت ۵۰۰ فیصدی زیادہ ہو گئی، ایسی رفتار سے غلّہ کی قوتِ خرید میں کمی اور عوام کی مفلسی محض عراق تک ہی محدود نہیں ہے۔

حال ہی میں ایک ایرانی اخبار "داد" نے لکھا ہے کہ ایران کی ۸۰ فیصدی آبادی کو کھانے، کپڑے اور جائے رہائش کی ضرورت ہے۔ نام نہاد سات سالہ پروگرام میں عوام کی مالی حالت بہتر کرنے کی گنجائش نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس اینگلو امریکی اجارہ داروں کے مفاد میں انہیں مزید لوٹا جائے گا۔ ایرانی سات سالہ منصوبہ مرتب کرنے کے لئے مشورہ دینے والے غیر ملکی ماہروں اور ماہرین کو ساڑھے دس لاکھ ڈالر ادا کئے جا چکے ہیں لیکن اسی کے ساتھ ہی ساتھ ایرانی حکمرانوں کے پاس اسپتالوں اور اسکولوں کی تعمیر کے لئے کچھ بھی نہیں ہے حالانکہ ایرانی عوام کو ان کی شدید ضرورت ہے۔

انگلینڈ کو کپاس مہیا کرنے والے مصر اور سوڈان کے کھیت مزدوروں کی کیفیت نوآبادیاتی غلاموں کی سی ہے۔ یہ محض اس لئے کہ سرمایہ دار اجارہ داروں کے منافع برقرار رہیں۔

وارنسٹ نے مشرق وسطیٰ کی کاشتکاری اور اس کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح نیل کے ڈیلٹے کی بڑی بڑی جاگیروں میں پانچ پانچ برس کی عمر کی بچیاں اور داروغہ کے کوڑے کے سایہ میں کپاس چنا کرتی ہیں۔ کھیت مزدوروں کے روزگار اور حقوق کی حفاظت کے لئے کوئی بھی قانون موجود نہیں ہے۔

امریکی اجارہ داریوں کے مفاد کی خاطر ترکی کا آدھے سے زیادہ سرکاری میزانیہ ملک کے اسلحہ بندی پر خرچ ہوتا ہے لیکن تعلیم اور صحت عامہ کے محکمے کے لئے نہایت ہی قلیل رقم منظور کی جاتی ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۹ء تک صرف دو برسوں کے دوران ہی میں ترکی کے محفوظ سونے میں سے نصف امریکی بنکوں میں پہنچ چکا ہے اور اس کے عوض ریاست ہائے متحدہ سے سامانِ جنگ آیا۔ فوجی ماہرین اور فوجی تربیت دینے والے افسروں پر ہر سال ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر صرف کئے جاتے ہیں۔ لیکن غیر مہلک دق اور دیگر متعدی بیماریوں کی روک تھام کے لئے خزانہ خالی ہے۔

کارابوک کے لوہے اور فولاد کے کارخانہ اور زونگولداک کی کوئلہ کی کانوں میں ترکی ریاست ہائے متحدہ کو تیس سال مراعات دینے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ سند پار کے تار ... کی کانوں اور اصلاحی اور صوبی اضلاع کے خام کروم کو پہلے ہی چھپا چکے ہیں۔ ترکی کے قدرتی ذرائع چھپا کر امریکی اجارہ داریاں تو مالدار بن رہی ہیں اور ترکی کے عوام مفلس و قلاش ہو رہے ہیں۔

عرب ممالک، ترکی اور ایران کے عوام کو روز بروز احساس ہوتا جا رہا ہے کہ یہ "بے لوث" امریکی امداد اور مسیحی "تکنیکل اور تہذیبی ترقی" دینے کے خوبصورت الفاظ ڈالروں پر خون کے دھبوں اور ان پر تھوڑی چھوٹی غلاظت کو چھپانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، یہ وہ ڈالر ہیں جو امریکی اجارہ داروں نے ان کی قومی دولت لوٹ کر اور ان ممالک کے محنت کش عوام کے استحصال سے حاصل کئے ہیں۔

امریکی اجارہ داروں کے بھونپو، ان کے زرخرید صحافی مشرق قریب و وسطیٰ کے عوام پر نہایت بے شرمی اور بے غیرتی سے کیچڑ اچھالتے ہیں۔

امریکہ کا ایک رسالہ "فورچون" نے لکھا ہے کہ بدو ہر اس شخص کے پیچھے ہو لیں گے جو طاقتور ہے اور جو مالدار ہے اور دولت اس کا ساتھ دیتی رہتی ہے۔ وہ ترکیوں اور ایرانیوں کو "کم ذات" گردانتے ہوئے اور انسان دشمن نسلی امتیاز کے نظریے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے۔ "فورچون" مزید لکھتا ہے کہ عرب دنیا میں متحدہ اور منظم اقدام کے مقابلہ میں تنگ نظری، تہذیب اور بلند پایہ شعوریت بے معنی ہیں۔ اس رسالہ کا مشورہ ہے کہ نہ صرف ڈالر خرچ کرتے بلکہ سیاسی پالیسی مرتب کرتے وقت بھی اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آج کل یہ "رجعت پسند سامراجی" پالیسی نہ صرف مرتب کی گئی ہے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جا رہا ہے۔

سعودی عرب میں امریکی تیل کی اجارہ داریوں نے کافی بڑے علاقوں پر قبضہ جما لیا ہے۔ اس ملک میں رائج چاندی کے سکے تک یہاں نہیں بنتے بلکہ سمندر پار فلاڈیلفیا سے بن کر آتے ہیں۔ ابن سعود کی فوج کے ہتھیار امریکی ہیں اور فوج کو تربیت دینے والے امریکی افسران چودھری بنے بیٹھے ہیں۔ یہی کیفیت ترکی اور ایران کی ہے۔

عرب، ترک اور ایرانی رجعت پسندوں کو جب سے یہ پڑی ہے کہ ملک پر وہ خود ہی برسرِ اقتدار رہیں اور عوام کی ترقی پسند قوتوں کو کچل دیں، اسی لئے وہ امریکی سامراجیوں کی ہر طرح سے مدد کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ایران میں ناخواندہ لوگوں کو مجلس کے انتخابات میں حقِ رائے دہندگی سے محروم کرتے ہیں حالانکہ ایران میں ۹۰ فیصدی لوگ ناخواندہ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ترکی میں قرونِ وسطیٰ کے دورِ جاہلیت کو واپس لانے کا پرچار کرتے ہیں اور مجلس کے ایک رکن سوڈانی سال کی طرح سمجھتے ہیں کہ انہیں نہ تو علمی اداروں کی ضرورت ہے اور نہ تعلیم کی۔ عرب ممالک میں بقول قاہرہ کے ایک اخبار "البلاغ" سیاسی منظر کٹھ پتلی کے تماشے کی طرح کا ہوتا ہے جہاں پس پردہ اینگلو امریکی سیاست دان انگلیوں پر نچاتے ہیں۔ حال ہی میں شام کی حکومت کا تختہ الٹا جانا اور پھر اس کے جواب میں دوبارہ حکومت کا تختہ الٹا جانا اس کی مثال ہے۔

عرب ممالک، ترکی اور ایران کے ہر طرح کے رجعت پسندوں میں اینگلو امریکی سامراجیوں کو اپنے مددگار مل جاتے ہیں۔ اپنی قوم کو رشوت اور بڑی بڑی رشوتوں کے عوض فروخت کر دینے والوں کو اینگلو امریکی اجارہ داریوں کی طرف سے باقاعدہ رقمیں ملا کرتی ہیں۔

مرکز اور صوبوں میں تعاون کی ضرورت

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

مرکوز کر دیں۔ ذرا سے غور کرنے پر واضح ہو جائے گا کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں یہ دو مقاصد وقتِ واحد میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ اگر زیادہ غلّہ اگانا ہے تو کاشتکاروں کی ضروریات مثلاً کھاد، تیل، رنگ اور زرعی آلات کی فراہمی ضروری ہے اور اس غرض کے لئے مشین سازی کی صنعت کو ترقی دینے سے پہلے اشیاء صرف مہیا کرنے والی صنعتوں کو ترقی دینا ہوگا۔ اور دونوں کی ان ضروریات کی پیداوار کے لئے ایک بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ مگر وقتِ واحد میں مذکورہ بالا دونوں کی تکمیل کے لئے اندرونی اور بیرونی سرمایہ کافی نہیں ہوگا۔ اگر مشین سازی کی صنعت پر توجہ کی گئی تو غذا ہی کی حد تک خودکفیل ہونے کا منصوبہ ناکام ہو جائے گا۔ یہاں بھی ہمت فکر کی ضرورت ہے جس کے فقدان کی وجہ سے قومی توانائی ضائع ہو رہی ہے۔ (ریڈیکل ہیومنسٹ)

عالمی مزدور کانفرنس

آزاد عالمی کانفرنس جن کا اجلاس اب لندن میں ہو رہا ہے ہند نے تیرہ نمائندے بھیجے ہیں۔ یہ کانفرنس نہایت ہی اہم ہے کیونکہ اس کانفرنس کے انعقاد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ روسی ٹریڈ یونین قائدین اور کمیونسٹوں کے زیر اثر زیادہ دنوں تک بنانا ممکن ہے۔ پانچ سال قبل عالمی عمالی ادارے کا اجلاس پہلا —— لندن کونٹی ہال میں منعقد ہوا تھا۔ جہاں اب یہ کانفرنس شروع ہوئی ہے۔ لیکن پانچ سال کے دوران میں برطانیہ اور مغربی یورپ کی جمہوریت پسند مزدور انجمنوں نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ روس کے ساتھ تعاون عمل کر رہے ہیں۔ یہ چاہتے تھے کہ مختلف قوموں کی مزدور انجمنیں مرکزی عاملہ کی ہدایات پر عمل کریں چونکہ عالمی عمالی ادارہ پوری طرح روسی اثرات کے تحت آ گیا تھا اس لئے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ روس کا مقصد یہ تھا کہ دوسری قوموں کی مزدور انجمنوں پر اپنا کنٹرول قائم کرے۔ یہاں تک کہ صنعتی اداروں کی کانگریس (امریکہ کے مزدور اداروں سے ایک جز زیادہ ترقی پسند ہے) نے بھی محسوس کر لیا کہ روسی قائدین کے ساتھ تعاون عمل کرنا ناممکن ہے اور یکے بعد دیگرے عالمی ادارے سے مختلف اقوام علیحدہ ہوتی گئیں۔ ان اقوام نے گزشتہ جون میں جنیوا میں اپنی ابتدائی کانفرنس کی جس میں چار کروڑ ۸۰ لاکھ مزدوروں کی اور ۵۲ اقوام کی نمائندگی کی گئی تھی۔ اس کانفرنس کی دستور ساز کمیٹی نے آزاد عالمی عمالی وفاق کے دستور کا مسودہ تیار کیا جس کو موجودہ کانفرنس میں جو لندن میں شروع ہو چکی ہے پیش کر کے اس میں ترمیمات کی جائیں گی۔ یہ دستور میں جن اصولوں کو پیش کیا گیا ہے ان کی بنیاد حسب ذیل دستوروں پر مبنی ہے۔

معاہدہ اوقیانوس ۱۹۴۱ء بین الاقوامی عمالی ادارہ (.....) کا منشور اغراض و مقاصد ۱۹۴۴ء عالمگیر منشور حقوق انسانی جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منظور ہوا اس سے ادارہ کی رکنیت ہر قوم کی جائز مزدور انجمن کو حاصل ہو سکتی ہے جو اس نئے ادارے کے مقاصد کو تسلیم کرتی ہے اور اس کے دستور کے تحت رہ سکتی ہے اس کی پہلی کانگریس کی مجلس عاملہ کے جو ۱۹ اراکین ہوں گے جن میں تین یورپ، تین شمالی امریکہ سے۔ ایشیا اور مشرق وسطیٰ سے اور افریقہ، آسٹریلیا، جنوبی امریکہ اور غرب الہند سے ایک ایک نمائندہ ہوگا۔

نہایت ہی اہم اور قابل غور بات ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت ان مزدور انجمنوں کو نہیں دی گئی جن پر کمیونزم کا اثر اندازہو چکا ہے اور اس میں انھیں مزدور انجمنوں کی شرکت کی دعوت دی گئی ہے جو روسی اثرات سے ابھی نا آشنا ہیں اور اپنے آزادانہ اور حکومت کے ساتھ مشترکہ اور بہتر تعلقات رکھتے ہیں۔ اس سے خود بخود روس کی انجمنیں چھٹ جاتی ہیں جو روسی سرکار کے ایک اہم عضو کی حیثیت رکھتی ہیں جہاں مزدوروں کو ہڑتال کرنے کا موقع بھی نہیں دیا جاتا۔ جہاں مزدور انجمنوں کا اہم مقصد پیشہ ورانہ گروہوں کی تنظیم ہے جو اپنے مسائل خود ہی موضوع بحث میں لا کر حکومت کو مشورہ دیتے ہیں جن کو منظور بھی کیا جاتا ہے اور نہیں بھی۔ مسٹر ہاپکنس (امریکی صنعت کار) جب کچھ سامان کی سربراہی کے سلسلے میں روس گئے ہوئے تھے تو انھوں نے اسٹالن سے دوران گفتگو میں کہا کہ بعض مشینریاں اس وقت فراہم نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس وقت ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔

اسٹالن اس کا یقین بھی نہ کر سکے۔ اس نے پوچھا کہ کیا امریکہ میں پولیس نہیں ہے روس میں ہڑتال کا حربہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں چاہئے وہ جنگ کا زمانہ ہو یا امن کا اور مزدوروں کو انھیں اجرتوں پر گزارا کرنا پڑتا ہے جو ان کو دی جاتی ہیں۔ روس کا اصول یہ ہے کہ حکومت چونکہ سب سے اچھی آجر ہے اس لئے وہ سب کچھ جانتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزدوروں کے جو قائدین ہو سکتے ہیں وہ سرکاری ملازمین ہی ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مزدوروں کی انجمنوں کے عہدہ دار بھی۔

لہذا وہ مزدوروں کے مطالبات پر مزدوروں کے نقطہ نظر سے غور کرنے اور حکومت سے مخالفت کرنے سے قاصر ہوں گے کسی بین الاقوامی ادارے میں بھی وہ روسی سرکار کی نمائندگی کریں گے نہ کہ مزدوروں کی۔ یہ نیا عالمی ادارہ جو صرف وجود میں آ رہا ہے اس میں کمیونسٹوں کے زیر اثر مزدور انجمنوں کو شرکت کی اجازت نہیں ہوگی اور بطور خاص اس بات کا یہ خیال کیا گیا ہے کہ کمیونسٹوں کی انجمنوں کو اس سے باہر رکھا جائے لیکن اس کو یہ فراموش نہ کرنا چاہئے کہ روس کے علاوہ دوسرے ممالک بھی ایسے ہیں جہاں حکومت آمرانہ طور پر مزدور انجمنوں پر حکومت کرتی اور ایسی انجمنوں کو بھی اس ادارے میں شریک ہونے کا موقع نہ دیا جانا چاہئے۔

(روزنامہ ہند)

غذائی اجناس کی منتقلی اور فروخت کے قواعد و ضوابط

سابقہ احکام اجارہ خریدی دھان، چاول، گیہوں اور جوار کو منسوخ کرتے ہوئے نظامت رسد نے علم منتقلی و فروخت غذائی اجناس بابت ۱۳۵۹ف جاری کیا ہے۔ جو جریدہ اعلامیہ میں اس کی اشاعت کی تاریخ سے تمام ریاست حیدرآباد میں ان علاقوں کے سوا جہاں راشن بندی جاری ہے نافذ ہوگا۔

اس علم کی رو سے کوئی شخص بجز اس کے کہ متعلقہ سیول اڈمنسٹریٹر صاحب یا ان کے مجاز کردہ کسی عہدہ دار کے اجازت نامہ کے بغیر حکومت حیدرآباد یا اس خصوص میں اس کے مجاز کردہ کسی عہدہ دار کے سوا کسی دوسرے شخص کو کوئی غذائی اجناس یعنی دھان، چاول، مکئی، گیہوں، جو، جوار، باجرہ، راگی ان سے بنی ہوئی چیزیں بیچے یا کسی دوسرے طریقہ پر حوالہ کرے۔ کسی گاؤں میں کسی شخص کے حقیقی صرف کے لئے یا گاؤں کے کاریگروں یا زرعی مزدوروں کو غلہ کی شکل میں اجرت ادا کرنے کے لئے دو سیر کی حد تک غلہ کی فروخت یا حوالگی اس علم سے مستثنیٰ رہے گی۔

اس علم کی بنا پر کوئی شخص حدود ضلع سے باہر یا ضلع کے اندر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو سیول اڈمنسٹریٹر صاحب یا کسی دوسرے عہدہ دار مجاز کی اجازت حاصل کئے بغیر کوئی غذائی اجناس یا اس سے بنی ہوئی چیزیں ریل، سڑک، ہوائی یا آبی راستہ سے منتقل نہیں کرسکتا اور نہ ایسی منتقلی کے لئے پیش کر سکے گا۔ البتہ ذاتی استعمال کے لئے تخم کے لئے اور غلہ منڈیوں میں انبار لگانے کے لئے غذائی اجناس ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے اس علم کے تحت اجازت حاصل کی جاسکتی ہے۔ غذائی اجناس کو بھونسے وغیرہ صاف کرنے اور دھان کوٹنے کے بعد ایک گاؤں سے دوسرے متصل گاؤں کو لے جانے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

اس طرح کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے جب کہ غذائی اجناس جو دو من یا دو سیر سے اندر ہوں ذاتی استعمال کے لئے منتقل کی جا رہی ہوں یا اجازت یافتہ دکاندار جن کو احکام کے تحت غلہ اجرا کیا گیا ہو غذائی اجناس اپنے مکان کو منتقل کر رہا ہو۔ وقت واحد میں دس سیر کی حد تک غذائی اجناس گرنی کو لے جانے اور گرنی سے لانے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ (اطلاعات)

اعلان

جمیع تاجران پارچہ ممالک محروسہ سرکار عالی کو ذریعہ ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر تاجر پارچہ کو حسب شرائط حکم نگرانی پارچہ فروشاں بابتہ سنہ ۱۳۵۵ف مندرجہ ذیل اقسام اجازت نامہ جات پارچہ فروشاں میں سے کوئی ایک اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۱) اجازت نامہ قسم (الف) :۔ اجازت نامہ ہذا بغرض درآمد و برآمد پارچہ حاصل کرنا ضروری ہوگا ہر اجازت یافتہ اجازت نامہ "الف" پر لازم ہوگا کہ تھوک فروش یا چلر فروش پارچہ کے لئے "ب" یا "ج" اجازت نامہ بھی حاصل کرے۔ (۲) اجازت نامہ قسم "ب" :۔ اجازت نامہ ہذا بغرض تجارت تھوک فروش پارچہ ضروری ہوگا (۳) اجازت نامہ قسم "ج" :۔ اجازت نامہ ہذا بغرض چلر فروش پارچہ ضروری ہوگا۔ (۴) اجازت نامہ قسم "د" اجازت نامہ ہذا ایسے تاجر کے لئے جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بذریعہ ریہڑی کے پارچہ فروخت کرے حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ اجازت نامہ جات الف و ب و ج و د کی فیس علی الترتیب پندرہ (۱۵) و دس (۱۰) پانچ (۵) اور ایک روپیہ ہوگی۔ ایسے اجازت نامہ جات پارچہ فروش تاریخ اجرائی سے ایک سال کی مدت تک کارآمد ہوں گے اگر اندرون مدت اجازت نامہ جات کی تجدید نہ کرائی جائے تو بعد مرور مدت دوگنی فیس بغرض تجدید عاید کی جائے گی ہر اجازت یافتہ پارچہ فروش پر خواہ وہ تھوک فروش ہو یا چلر فروش یا پھیری والا شرائط مندرجہ اجازت نامہ کی پابندی لازمی ہوگی۔ اجازت نامہ یا حکم نگرانی پارچہ فروشاں کے کسی شرط کی خلاف ورزی سزائے قید یا جرمانہ یا ہر دو سزا کی مستوجب ہوگی۔ جملہ اجازت نامہ جات کی تعداد اضلاع کی حد تک سیول ڈسٹرکٹ صاحب متعلقہ اور شہر حیدرآباد و سکندرآباد کی حد تک کمشنر پارچہ جاری کریں گے۔ ایسے جمیع تاجران پارچہ جن کو بوجہ عدم دستیابی مطبوعہ اجازت نامہ جات صرف رسائد اجراء کئے گئے تھے لازم ہوگا کہ اضلاع میں سیول ڈسٹرکٹ صاحبین متعلقہ اور شہر حیدرآباد و سکندرآباد میں کمشنر پارچہ سے بعوض ایسی رسائد مطبوعہ اجازت ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء سے قبل حاصل کریں۔ یہ بھی تصفیہ کیا گیا ہے کہ ایک خاص تعداد کی حد تک جدید عارضی اجازت نامہ جات جملہ اقسام (الف۔ب۔ج۔د) اجراء کئے جائیں جو ۳۰ جون ۱۹۴۷ء تک کارآمد ہوں گے ایسی جملہ درخواستیں اضلاع میں سیول ڈسٹرکٹ صاحبین و شہر حیدرآباد و سکندرآباد میں کمشنر پارچہ کے پاس ۱۵ دسمبر تک وصول ہو جانی چاہئیں۔ قبل ازیں جنہوں نے ایسی درخواستیں پیش کی تھیں ان کو چاہیئے کہ دفتر کمشنر پارچہ پر رجوع ہوں۔ ایسے تاجران پارچہ جنہوں نے اجازت نامہ (الف) حاصل کئے ہوں بیرونی ریاست سے پارچہ بلا روک ٹوک درآمد کریں گے۔ فقط (شرح دستخط کمشنر پارچہ و سوت)

اعلان

محکمہ راتب بندی نشان (۲۸) مورخہ ۳ بہمن ۱۳۵۵ف۔ قبل ازیں عوام کو مطلع کیا جا چکا ہے کہ نئے راتب کارڈ صبح (۷-۱۰) و شام (۵-۸) مکانوں پر تقسیم کئے جائیں گے۔ سابق میں چونکہ پرانے کارڈ بعض سلپ چسپاں کئے جاتے تھے لہذا اس کے لئے یہ طریقہ باعث سہولت تھا کہ دوران راتب بندی پر انسپکٹر صاحبان سلپ چسپاں کر دیتے تھے۔ اب چونکہ نئے کارڈ جاری کئے جا رہے ہیں اس لئے کارڈ گیرندگان اپنی سہولت کے لحاظ سے از خود متعلقہ کی دوکان پر رجسٹر کرائیں گے۔ لہذا مکانوں پر کارڈ تقسیم کرنا ضروری ہے۔ عوام سے متوقع کی جاتی ہے کہ اوقات مندرجہ صدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے محکمہ راتب بندی سے تعاون فرمائیں گے۔

شرح دستخط۔ ناظم راتب بندی۔

دولت مشترکہ کے وزرائے مالیہ کی کانفرنس

لندن ۱۳ دسمبر برطانوی اخبار "فینانشیل ٹائمز" نے اطلاع دی ہے کہ گذشتہ جولائی کو لندن میں دولت مشترکہ کے وزرائے خزانہ کی جو مالی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اسی قسم کی ایک اور کانفرنس کے انعقاد کے لئے ابتدائی انتظامات عمل میں لائے جا رہے ہیں جس میں اس بات پر غور و خوض کیا جائے گا کہ ابھی تک اسٹرلنگ کے علاقہ کو ڈالر بچانے یا کمانے میں کتنی کامیابی ہوئی ہے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کی قطعی تاریخ کا تعین ابھی تک نہیں کیا گیا لیکن یقین کیا جاتا ہے کہ جوں ہی وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی یہ بتا دیں گے کہ برطانیہ میں جدید انتخابات کس تاریخ کو ہوں گے مذکورہ بالا مالی کانفرنس کے انعقاد کی قطعی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے گا۔

فینانشیل ٹائمز نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ دولت مشترکہ کے وزرائے خزانہ کی مالی کانفرنس کولمبو میں دولت مشترکہ کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے ساتھ ساتھ ہوگی۔

اسی اخبار کا کہنا ہے کہ اس کانفرنس کی اہمیت بہت بڑھی ہوئی ہے کیونکہ ڈالر کے مقابلے میں اسٹرلنگ کی کم قدری کے بعد سے پہلی مرتبہ اس قسم کی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ (ی۔پ)

شوگر فیاکٹری کے مزدوروں کی فلاح و بہبود کا کام

نظام شوگر فیاکٹری میں جو شکر نگر ضلع نظام آباد میں واقع ہے چار ہزار سے زیادہ مزدور کام کرتے ہیں ان میں سے ایک ہزار موسمی مزدور ہیں۔ اس فیاکٹری میں روزآنہ (۱۵۰۰) ٹن گنا دیا جا سکتا ہے اور (۵۰۰۰) ایکڑ زمینات فیاکٹری کی ملک ہیں۔

موسمی اور غیر موسمی اور کھیت پر کام کرنے والے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے کام کی نگرانی کے لئے کارخانے کے منتظمین نے ایک ویلفیر آفیسر مقرر کر رکھا ہے۔

منتظمین نے فیاکٹری کے مزدوروں کی اجرتوں کی شرح پر اپریل ۱۹۴۶ء میں نظر ثانی کی ہے اور کم سے کم اجرت پانے والا مزدور جو پہلے (۲۲) روپیہ حاصل کرتا تھا اب ۴۸ روپیہ ۵ آنے پا رہا ہے جس میں (۲۵-۱-۵) روپیہ بنیادی اجرت اور گرانی الونس کی بابت ۲۲ روپیہ ۴ آنے شامل ہیں اس کے علاوہ مزدوروں کو مقررہ حاجی قیمتوں پر سربراہ کیا جاتا ہے۔ مستقل ملازمین کو ۱۵ دن کی رخصت اتفاقی اور مدت ملازمت میں ہر (۱۱) مہینوں پر (۲۲) دن کی رخصت خاص دی جاتی ہے۔ مستقل ملازمین اپنی مدت ملازمت میں چھ مہینے سالم تنخواہ کے ساتھ اور چھ مہینے نصف تنخواہ کے ساتھ اور چھ مہینے نصف تنخواہ کے ساتھ رخصت بیماری حاصل کر سکتے ہیں روزآنہ اجرت پانے والے عملے کو اگرچہ کوئی رخصت نہیں دی جاتی ہے تاہم وہ ہفتہ واری تعطیل اور فیاکٹری کی دوسری تعطیلات سے سالم اجرت کے ساتھ استفادہ کر سکتا ہے۔

۱۹۴۶ء و ۱۹۴۷ء کے دوران میں تمام مستقل ملازمین کو تین مہینے کی تنخواہ کے برابر اور عارضی ملازمین کو جن کی مدت ملازمت کم سے کم چھ ماہ تھی مدت ملازمت کے لحاظ سے بونس دیا گیا۔

مزدوروں کے لئے ایک کینٹین بھی کھولی گئی ہے جہاں انہیں چائے اور دوسری چیزیں سستی قیمتوں پر مہیا کی جاتی ہیں۔ موجودہ کینٹین کی بجائے ایک جدید طرز کی کینٹین جو نئے ساز و سامان سے اچھی طرح آراستہ ہو تعمیر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ ایک ہسپتال بھی قائم ہے جس میں ۴۵ سے ۵۰ بستروں تک کا انتظام ہے اور جہاں سند یافتہ ڈاکٹروں کی نگرانی میں مزدوروں اور ان کے متعلقین کو طبی امداد مفت دی جاتی ہے۔ زرعی مزدوروں کے فائدے کے لئے بڑے بڑے فارم پر دو دواخانے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ تفریح کے لئے کلب اور کھیل کے لئے بہبودی کے مراکز قائم ہیں اور ایک مدرسہ دو سلائی موجود ہے جہاں فیاکٹری کے ملازمین کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ مزدوروں کے لئے رہائشی مکان اور برقی کا انتظام مفت کیا جاتا ہے اور جن صورتوں میں پکے مکان کی فراہمی ممکن نہ ہو وہاں عارضی اور موسمی ملازمین کو جھونپڑیوں کی تعمیر کے لئے تمام سامان مفت دیا جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

اعلان

بلدہ حیدرآباد میں جدید راشن کارڈز کی تقسیم شروع ہو چکی ہے ان کا نفاذ بتاریخ یکم جنوری ۱۹۵۴ء ہوگا۔ کارڈ گیرندگان کو حسب ذیل ہدایات راشن کارڈز کی رجسٹری کے نسبت دی جاتی ہیں۔

۱۔ تحت فقرہ ۲۵ قواعد راشن بندی کارڈ گیرندگان خود یا بذریعہ ایجنٹ اجازت یافتہ چلر فروش (دوکان راشن بندی) کے پاس راشن کارڈز داخل کر کے راشن کارڈ پر اپنا نام، پتہ و دستخط ثبت کرلیگا اور خود یا اس کا ایجنٹ راشن کارڈ کا مثنیٰ اس کے حوالہ کردے گا۔

۲۔ فقرہ ۷ اعلان معتمدی رسد نلعان (۸۳) مورخہ ۱۳-۸-۵۳ف کی رو سے راشن کارڈز کی تقسیم کے بعد ہی تمام راشن کارڈ گیرندگان و اجازت نامہ جات راشن دوکان راشن بندی میں یا عند الضرورت دفتر راشن بندی میں رجسٹری کئے جائیں گے۔ کارڈ گیرندوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اپنی سہولت کے مدنظر کسی دوکان راشن بندی متعلقہ حلقہ کے تحت اپنے راشن کارڈز رجسٹری کرائیں۔ دفاتر راشن بندی میں حلقہ متعلقہ کے تمام اجازت یافتہ چلر فروشوں کی فہرست حوالہ جات موجود رہے گی۔

۳۔ کارڈ گیرندگان جو ایک حلقہ میں سکونت پذیر ہیں دوسرے حلقہ کی دوکانات راشن بندی پر اپنے راشن کارڈ رجسٹری نہیں کر سکیں گے۔

۴۔ تحت قواعد راشن بندی اگر کسی دوکاندار راشن بندی کے پاس (۲۵۰۰) راشن کارڈز رجسٹری ہو چکے ہوں تو ان کے علاوہ دیگر راشن کارڈز کو بغرض رجسٹری قبول نہیں کر سکتا۔ کارڈ گیرندگان کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اپنے راشن کارڈز حسب صراحت بالا اپنی پسند کی کسی دوکان راشن بندی پر جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تاخیر کی وجہ سے وہ اپنی پسند کی دوکان پر اپنے کارڈ رجسٹری نہ کرا سکیں۔

۵۔ بجز غیر معمولی حالات کے تحت یا اتفاقیہ تبدیلی پتہ و مقام یا دیگر اہم اسباب کی بنا راشن کارڈ ایک دوکان سے دوسری دوکان پر منتقل نہیں کئے جائیں گے۔

۶۔ راشن کارڈ گیرندگان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بشرط ضرورت مزید استفسارات کے لئے متعلقہ اسسٹنٹ کنٹرولر یا جاکر پاس دفتر راشن بندی پر رجوع ہوں۔ دفاتر تحت کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس بارہ میں عوام کو ممکنہ امداد و سہولت بہم پہنچائی جائے۔

(ڈائرکٹر راشن بندی)

عالمی امن پسندوں کی کانفرنس

مدراس ۱۳ دسمبر عالمی امن پسندوں کی کانفرنس کے (۳۲) مندوبین میں سے (۱۷) مندوبین آج کلکتہ سے یہاں پہونچ چکے ہیں یہ مندوبین اب ہندوستان کے مختلف حصوں کا دورہ کرنے والے ہیں تاکہ تعمیری کام کرنے والے مراکز اور تاریخی و ثقافتی اہمیت کے حامل مقامات کا معائنہ کیا جاسکے۔ یہ مندوبین سماجی کارکنوں سے بھی ملاقات کریں گے برمی مندوب یو باؤن نے یونائیٹڈ پریس آف انڈیا سے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ کانفرنس کے لئے یہ بات ممکن ہو گئی ہے کہ وہ عالمی امن کے قیام کے لئے چند موثر تدابیر پر غور کرے اور انہیں روبہ عمل لانے کے لئے طریقہ کار کا تعین اختیار کرے۔ انھوں نے کہا کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ گاندھی جی کے سکھائے ہوئے فلسفہ عدم تشدد کے سوائے دنیا میں پائیدار امن کے قیام کے لئے کوئی اور موزوں حل نہیں مل سکتا برطانوی مندوب مسٹر اے جے منی نے کہا کہ کانفرنس نے ان پر بات واضح کردی ہے کہ دنیا میں امن پسند قوتیں زیادہ طاقت ور اور غالب ہیں ہندوستان کے لئے یہ پالیسی ہی زیادہ مناسب ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی بھی بلاک سے وابستہ نہ کرے۔ (یو۔پ)

دی کوہ نور پریس لمیٹڈ میں چھپ کر دفتر حکمت سانچہ توپ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا